السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک عورت نے اپنے بیٹے کی نافرمانیوں سے تنگ آکر اسے عاق کردیا۔ اسے اپنی تمام جائیداد سے محروم کردیا اور تمام جائیداد اپنی دو بیٹیوں کے نام کردی۔ ان بیٹیوں نے کسی عالم دین سے اس معاملے میں شریعت کا حکم معلوم کیا تو عالم دین نے فرمایا کہ عورت نے اپنے لڑکے کو تمام جائیداد سے محروم کرکے اس پر ظلم کیا ہے اور اس کی حق تلفی کی ہے، جس کی سزا سے آخرت میں بھگتنی ہوگی۔ اب یہ دونوں بیٹیاں پریشان ہیں کہ اپنی مرحوم ماں کے اس گناہ کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے، اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی مطلوب ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ والدین اور خاص کر ماں کی نافرمانی شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ بات کسی مزید وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ والدین کے بے پناہ حقوق سے ہر کوئی بخوبی واقف ہے بچے کی نافرمانی اور گمراہی جب حد سے تجاوز کرجائے تو اللہ تعالیٰ نے والدین کو یہ حق عطا کیا ہے کہ وہ اپنے بچے کو عاق کردیں۔ لیکن اس کے باوجود والدین میں سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے کسی بچے کو اپنی جائیداد اور وراثت سے محروم کردے۔ وارثوں کی نامزدگی اور وراثت کی تقسیم تو اللہ کی جانب سے ہے۔ یہ اللہ کا فیصلہ اور حکم ہے اور کسی بندے کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس فیصلہ کو بدل سکے اور اس حکم کی نافرمانی کرے۔ اللہ اس سلسلے میں حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

يوصيكُمُ اللَّهُ فى أَولـٰدِكُم لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ ﴿١١﴾... سورة النساء

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے سلسلے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہونا چاہیے۔''

اسلامی شریعت نے صرف ایک صورت میں وارث کو اس کی وراثت سے محروم کیا ہے اور وہ یہ کہ وراثت جلد از جلد پانے کی غرض سے وارث اپنے مورث کو قتل کرڈالے۔ آپ نے اپنے سوال میں جس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے کہ اس میں بچہ اپنی ماں کو قتل نہیں کرتا ہے صرف اس کی نافرمانی کرتا ہے اس لیے ماں یا کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ بچے کو وراثت سے محروم کردے۔

وصیت کے سلسلے میں چند باتوں کا دھیان ضروری ہے:

1۔ ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"الثُّلُثُ والثُّلُثُ كَثِيرٌ" (بخاری و مسلم)

''ایک تہائی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔''

2۔ کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے۔ وصیت اس شخص کے لیے کرنی چاہیے جسے وراثت میں سے کچھ نہ مل رہا ہو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:

"لاوصية لوارث" (دار قطنی)

''کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے''

مذکورہ واقعہ میں اس عورت نے دونوں غلطیاں کرڈالیں۔ پہلی غلطی اس نے یہ کی کہ جائیداد کا ایک تہائی نہیں بلکہ پوری جائیداد کی وصیت کرڈالی۔ اور دوسری غلطی اس نے یہ کی کہ وارثین یعنی اپنی بیٹیوں کے حق میں وصیت کرڈالی۔ چونکہ یہ وصیت شریعت کے مطابق نہیں ہے اس لیے اس وصیت کا نفاذ نہیں ہوگا۔

3۔ کوئی وارث اگر اپنی مرضی سے اپنے حق وراثت سے دست بردار ہونا چاہیے اور اپنا حق کسی اور کو دینا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک وارث دوسرے وارث کے حق میں بھی دست بردار ہوسکتا ہے۔

مذکورہ واقعہ میں بیٹا اگر اپنی مرضی سے اپنے حق سے دست بردار ہوجاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر وہ اپنا حق لینے کے لیے مصر ہے تو بیٹیوں پر فرض ہے کہ اس جائیداد میں سے اپنے بھائی کو اس کا حق ادا کردیں۔

اس کے باوجود کہ ماں نے غیر شرعی وصیت کرکے اپنے بیٹے پر ظلم کیا ہے، لیکن یہ بات پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ مرنے کے بعد آخرت میں ماں کو اس کی سزا بھگتنی ہوگی کیونکہ سزا دینا یا نہ دینا مکمل طور پر اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور اس لیے بھی کہ نیکیاں برائیوں کو دھوڈالتی ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الحَسَنـٰتِ يُذهِبنَ السَّيِّـٔاتِ ﴿١١٤﴾... سورة هود

"بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں۔"

ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی دوسری نیکیوں کے عوض اسکے گناہوں کو معاف کردے۔ ہم کسی بھی شخص کے سلسلے میں پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ شخص قیامت میں عذاب میں ڈالا جائے گا۔ لیکن کسی کی حق تلفی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی سزا سے بچنا بہت مشکل ہے۔

بہر حال ان بیٹیوں کو چاہیے کہ اس جائیداد میں سے اپنے بھائی کا حق ادا کردیں اور اپنی مرحومہ ماں کے حق میں دعا استغفار کرتی رہا کریں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

عورت اور خاندان، جلد:2، صفحہ:195

محدث فتویٰ